ہندو پاک نگاہِ نبوت میں

مُفسرِ اعظمِ پاکستان شیخ الحدیث والقرآن

حضرت مُفتی مُحمد فیض احمد اُویسی قادری رضوی علیہ الرحمۃ

www.faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

ہِندو پاک نگاہِ نبوت میں

از

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان،خلیفہ مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہ

نوٹ: اگراس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اُس غلطی کی تصحیح کرلی جائے ۔(شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ

وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

خِطۂ ہندو پاک وہ خوش قسمت زمین ہے جس میں آدم علیہ السلام نے جب زمین پر نزولِ جلال فرمایا تو حضور سرورِ عالم ﷺ کا نور آپ کی پیشانی میں تھا چنانچہ روح البیان پارہ اول میں ہے کہ جب آدم علیہ السلام ہند میں سراندیپ کے پہاڑ پر اُترے اُن کی وجہ سے وہاں کے درخت خوشبودار ہوگئے۔[1]

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے نورِ محمدی (ﷺ) کو پیشانی آدم میں رکھا، ایک روایت میں ہے اُن کی پشت میں رکھا جو اُن کی پیشانی میں چمکتا تھا پھر تمام اعضاء میں سرایت کرتا، اور حق تعالیٰ نے اُس نور کی برکت سے آدم علیہ السلام کو تمام مخلوقات کے اسماء تعلیم فرمائے اور فرشتوں کو اُنہیں سجدہ کرنے کا حکم دیا۔[2] (مدارج النبوۃ جلد ۷ صفحہ ۴)

نگاہِ نبوت میں خطّہ ہند: جس طرح کائنات کے ذرہ ذرہ پر حضور نبی پاک ﷺ کی نگاہ ہے، یوں ہی خِطۂ ہندو پاک بھی حضور ﷺ سے او جھل نہ تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی زندگی مبارکہ میں اِس کے متعلق ایک نویدِ سعید سنائی۔

ہندوستان کی فتح اور علمِ غیب:

(1) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"قَالَ وَعَدَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ الْهِنْدِ فَإِنْ أَدْرَكْتُهَا أُنْفِقْ فِيهَا نَفْسِي وَمَالِي فَإِنْ أُقْتَلْ كُنْتُ مِنْ أَفْضَلِ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ أَرْجِعْ فَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ"[3] (نسائی کتاب الجہاد)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہندوستان سے جنگ کا وعدہ فرمایا، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر اُس وقت میں زندہ رہا تو اپنی جان ومال دونوں قربان کروں گا اگر میں شہید ہوا تو افضل شہداء سے ہوں گا اگر واپس آؤں گا تو صرف ابوہریرہ ہوں گا۔

(2) "عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا اللَّهُ مِنَ النَّارِ عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَام"[4]

(نسائی کتاب الجہاد)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے نارِ جہنم سے محفوظ کرلیا ایک جو ہندوستان کی جنگ لڑے گا، دوسرا وہ جو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔

---

[1] (روح البیان، البقرۃ:36، 111/1، دار الفکر – بیروت)

[2] (مدارج النبوت مترجم، باب پنجم، ذکر فضائل مشترکہ مابین حضور وانبیاء کرام علیہم السلام ودیگر فضائل مختصہ، 155/1، شبیر برادرز، اُردو بازار، لاہور)

[3] (سنن النسائي، كتاب الجهاد، غزوة الهند، 42/6، الحديث: 3173، مكتب المطبوعات الإسلامية، سنة النشر: 1414هـ/1994م)

[4] (سنن النسائي، كتاب الجهاد، غزوة الهند، 43/6، الحديث: 3175، مكتب المطبوعات الإسلامية، سنة النشر: 1414هـ/1994م)

فائدہ: نبی پاک ﷺ نے ہندوپاک کو کیسے نظر شفقت سے دیکھا اورقربِ قیامت تک کے متعلق واضح ارشاد فرمایا۔
1965ء کی جنگ: دلائل کو مخالف اپنے غلط انداز سے توٹھکراسکتاہے لیکن مشاہدات کاٹھکرانا اُس کے بس سے باہر ہے۔1965ء کی جنگ کے درمیان ہندوپاک میں نبی پاک ﷺ نے اپنی اُمّت سے شفقت ظاہر فرمائی اورفرمایاکہ تمہارے حالات سے بے خبر نہیں ۔

ے بےخبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

فقیر اُس دور کے اخبارات کے نمونے پیش کرتاہے۔

(1) روزنامہ اخبار مشرق10 اکتوبر 1965ء مطابق ۴ اجمادی الثانی لاہور کی اشاعت میں مولانا محمد انعام کریم صدیقی جو پندرہ سال سے مدینہ منّورہ میں مقیم ہیں۔اُن کا ایک خط 24 ستمبر 1965 ء 28 جمادی الاوّل 1385ھ کا لکھا ہوا کراچی کے خدا ترس بزرگ جناب نور محمد صاحب بٹ کوملا۔وہ خط اخبار مشرق میں معہ فوٹوکے شائع کیاگیا۔جس کا مضمون ملاحظہ فرمایئے:

محترم المقام جناب قبلہ الحاج حضر ت المکرم بٹ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہاں پر جس روز لاہور پر حملہ ہوااُسی شب میں ایک دوحضرات نے خواب میں دیکھا کہ حرم شریف میں مجمع کثیر ہے، اور روضہٗ اقدس سے جناب محمد مصطفی ﷺ بہت عجلت میں تشریف فرماہوئے۔اورایک بہت خوبصورت تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوکر بابِ السلام تشریف لے گئے۔بعض حضرات نے عرض کیا،یارسول اللہ ﷺ اس قدر جلدی اس گھوڑے پر کہاں تشریف لے جارہے ہیں؟ فرمایا پاکستان میں جہاد کے لئے اورایک دم برق کی مانند بلکہ اس سے بھی تیز کہیں روانہ ہوگئے۔پیچھے پیچھے مواجہہ شریف سے ہی پانچ حضرات اور اس راستہ سے ایک موٹر میں سوار ہوکر ہوائی جہاز کی طرح پرواز کرگئے۔اوربھی بہت سے خواب اس اثناء میں اللہ کے نیک بندوں نے دیکھے ہیں۔ دعاء فرمایئے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کوثابت قدم رکھے اور بفضلِ جنابِ محمدِ مصطفےٰ ﷺ فتح وعزّت عطا فرمائے۔آمین (روزنامہ اخبار مشرق لاہور 10 اکتوبر1965ء)

فائدہ: مذکورہ خط سے آفتاب کی طرح یہ واضح ہوگیا کہ ہماری سترہ روزہ جنگ کاحضور ِ اقدس ﷺ کوعلم ہے۔ اورآپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ہماری مدد فرمائی ہے۔اورحضور ﷺ نے مسلمانوں کی اس تکلیف کوگوارہ نہ فرمایا۔توہم پر رحم وکرم فرماتے ہوئے ہماری مشکل کشائی فرمائی۔

الحمد للہ رب العالمین آیاتِ قرآنی واحادیث شریفہ کے مطابق یہ بات آج بھی روشن ہے کہ حضور ﷺ کوہمارے احوال کاعلم ہے اورہماری تکلیف آپ کوگوارہ نہیں۔

(2) روزنامہ اخبار جنگ12اکتوبر1965ء مطابق 12جمادی الثانی کراچی کی اشاعت میں ہے پاکستانی افواج کے جوانوں نے یارسول اللہ! ﷺ اور یاعلی مدد! رضی اللہ عنہ کے نعرے لگاتے ہوئے بھارتی ٹڈی دِل فوج کوبری طرح سے شکست دی۔

اس معرکہ میں نبی آخر الزمان ﷺاورشیرِ خدا اپنے مجاہدین کے سروں پر موجود تھے۔۲۱ سو میل لمبے محاذ پر سبز کپڑوں والے مجاہد سفید لباس میں ایک بزرگ اورگھوڑے پرسوار ایک جَری(بہادر کی طرح) دیکھے گئے، چونڈہ کے قریب ایک نورانی خاندان کو مہاجرین کی امدا د کرتے ہوئے مہاجرین کے ساتھ یارسول اللہ ﷺ مدد!کے نعرے لگاتے ہوئے دیکھا گیا۔ سیالکوٹ شہر میں گولہ باری سے پیشتر ایک بزرگ شہر خالی کرنے کی ہدایت کرتے رہے اور باآوازبلند کلامِ پاک پڑھتے رہے۔
فائدہ: مسلمانانِ پاکستان نے یارسول اللہ ویاعلی مدد کے نعروں سے بھارتی ٹڈی دل فوج کو زبردست شکست دی۔اوریہ کہ نبی آخر الزمان حضور سرورِ کائنات ﷺاورحضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کوبھی اس جنگ کاعلم تھا۔اورآپ پاکستانی مجاہدین کے سروں پر موجود تھے۔یعنی حاضر بھی اورناظر بھی تھے اوراولیاء اللہ نے مسلمانانِ پاکستان کی امداد فرمائی۔ اورخصوصاً چونڈہ ضلع سیالکوٹ میں حضور اقدس ﷺاوولیاء عظام کی خاص توجہ تھی۔بہر حال آیاتِ قرآنی واحادیثِ شریفہ کی تصدیق آج بھی دُنیا کے سامنے روشن ہے۔اگر ان واقعات کے پیش آنے کے باوجود بھی حق وصداقت کاانکار کیا جائے تواس سے بڑھ کر اورکیا ظلم ہوسکتاہے۔

ان معجزات اور محیرالعقول(عقلوں کوحیران کردینے والے) واقعات کااعتراف مسلمان جوانوں، مجاہدوں اورشہریوں کے علاوہ بھارت کے جنگی قیدیوں نے بھی کیا۔علاوہ ازیں اوربہت سے واقعات لوگوں کے سامنے آئے ہیں۔مقامِ غور ہے کہ آخر اتنا بڑا حملہ، بے شمار جدید قسم کااسلحہ۔لاتعداد فوج جوبظاہر پاکستانی طاقت سے چھ گنا زیادہ قوت رکھتی تھی۔جس نے اٹھارہ گھنٹوں میں پاکستان کوہڑپ کرنے کے لئے منصوبہ تیار کیا ہواتھا۔

اس لئے حقیقت یہی ہے اور ہمارا ایمان بھی یہی ہے کہ یہ سب فضلِ خداعزوجل اورکرمِ مصطفی ﷺاور نظر اولیاء تھی کہ مسلمانانِ پاکستان نے دُشمن کوبُری طرح سے کُچل کررکھ دیا۔اوراُس کی بری، بحری اورفضائی طاقت کا کچومر نکال دیا۔اورذلت آمیز ایسی شکست دی کہ بھارتی بھگوڑے آئندہ ہم مسلمانوں کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہیں رکھ سکتے۔اوراگر ایسی جرأت کریں گے بھی تو اُنہیں ایسا سبق دیا جائے گا کہ جو اُن کی نسلیں صدیوں تک یاد رکھیں گی۔ ان شاء اللّٰہ تعالیٰ ثم رسولہٖ الکریم

پاکستان کے مسلمانوں نے دُنیائے اسلام میں غزوۂ بدروحنین کی وہ یاد تازہ کرکے رکھ دی ہے جن کانام تاریخ کے سُنہری حروفوں میں لکھا جائے گا۔اورپھر لُطف یہ کہ جن مسلمان فوجی بھائیوں نے اپنی عزیز ترین جانوں کواللہ عزوجل ورسول ﷺکی خاطر قربان کیا ہے۔اُنہوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا ہے۔جس کی لذّت دُنیا کی کسی شے میں نہیں مل سکتی اوراُن مسلمان شہیدوں کے نام قیامت تک زندہ رہیں گے۔وہ خود بھی زندہ اُن کا نام بھی زندہ۔
نوٹ: اس جیسے متعدد واقعات اس دور 1965 ء میں ظہور پذیر ہوئے۔فقیر نے اپنے رسالہ ’’ پیر پیغمبر،6ستمبر ‘‘ میں جمع کئے ہیں۔
دلائل: وہ تھے مشاہدات اب دلائل ملاحظہ ہوں۔علمائے اہلسنّت نے ہزاروں تصانیف لکھیں اورلکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ِپاک ﷺکوکائنات کے ذرہ ذرہ کا علم عطا فرمایا۔ان کے فیض وبرکت سے فقیر نے بھی متعدد رسالے

لکھے اورایک ضخیم تصنیف ''غاية المامول'' اسی موضوع پرہے۔قرآنی آیات متعدد اس کی شاہدہیں منجملہ ان کے ایک آیتِ ذیل بھی ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۹۴)[5]

ترجمہ: ''اوردیکھتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں کو اور اس کارسول پھراس کی طرف پلٹ کرجاؤ گے جو عالم الغیب والشہادۃ ہے بتادے گا تم کوجو تم عمل کرتے رہے ہو ''۔

اس آیت شریف سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمام اعمال خواہ اچھے ہوں یا بُرے سب کو اپنی اُلوہِیّت (خُدائی طاقت)سے دیکھتاہے۔اور حضوراکرم ﷺ بھی تمام اعمال اچھے ہوں یابُرے ہوں سب کوآپ اپنی نورِ نبوت سے دیکھ رہے ہیں۔

فائدہ: آیت شریفہ سے یہ صاف واضح ہوگیا ہے کہ آپ ﷺ سب کے اعمال کودیکھتے ہیں۔توپھر ہندوپاک کے حالات سے کیسے بے خبر ہو سکتے ہیں۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو علم ماکان ومایکون عطا فرمایا۔

احادیثِ مبارکہ

(1) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں (وعظ کے لئے) کھڑے ہوئے۔اس مقام میں آپ نے جو کچھ قیامت تک واقع ہونے کو ہے سب بیان فرمایا۔اُسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا اوربُھلادیا جس نے بُھلادیا۔اس واقعہ کامیرے ان یاروں کوعلم ہے۔اورجو کچھ آپ نے خبر دی اس میں سے ایسی چیز واقع ہوتی ہے جس کو میں بھول گیا۔پس ا س کو دیکھتا ہوں تو یاد کرلیتاہوں۔جس طرح ایک شخص دوسرے شخص کا چہرہ (بطریق اجمال) یاد رکھتاہے جب وہ اُس سے غیب ہوجاتاہے پھر جب اُ س کو دیکھتا ہے تواُسے (بہ تفصیل و تشخیص) پہچان لیتاہے۔[6] (متفق علیہ، مشکوۃ کتاب الفتن)

(2) حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نمازِ فجر پڑھائی اورمنبر پر رونق افروز ہوئے۔پس آپ نے ہمیں وعظ فرمایایہاں تک کہ ظہر ہوگئی۔پس آپ منبر پر سے اُترآئے اور نماز پڑھی۔پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اورہمیں وعظ فرمایا یہاں تک کہ عصر آگئی پھر منبر سے اُتر آئے اور نمازِ عصر پڑھائی اور پھر منبر پر رونق افروز ہوئے۔اور ہمیں وعظ فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔پس آپ نے ہم کو جو کچھ واقع ہوچکا ہے اورجو ہونے والا ہے سب کی خبر دی۔پس ہم میں سے جو زیادہ یا د رکھنے والا ہے وہ زیادہ عالم ہے۔[7]

(مسلم،کتاب الفتن)

---

[5] التوبة: 94

[6] (مشكاة المصابيح، كتاب الفتن، الفصل الأول، 1481/3، الحديث: 5379-(1)، المكتب الإسلامي)

[7] (صحيح مسلم، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب إخبار النبي صلى الله عليه وسلم فيما يكون إلى قيام الساعة، 2217/4، الحديث: 2892-(5149)، دار إحياء الكتب العربية)

(3) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے میرے لئے زمین کولپیٹ لیا۔پس میں نے اُس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔اورقریب ہے کہ میری اُمّت کی سلطنت ا ن تمام مقامات پر پہنچے گی اور مجھے دو خزانے سرخ و سفید دیئے گئے۔[8] (مسلم شریف کتاب الفتن)

(4) صحیح بخاری ومسلم میں حضرت اُسامہ بن زید سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مدینہ کے قلعوں میں سے ایک پر کھڑے ہوئے،پھر فرمایا کیا تم دیکھتے ہوجو میں دیکھتا ہوں۔صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں۔آپ ﷺ نے فرمایاکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ فتنے تمہارے گھروں کے بیچ بارش کی طرح گر رہے ہیں۔[9]

(5) حضرت عبدالرحمن بن عائش سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار کونہایت اچھی صورت میں دیکھا۔اُس نے پوچھا کہ فرشتے کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں۔میں نے عرض کیا توزیادہ دانا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، پس پروردگار نے اپنا ہاتھ (دستِ قُدرت)میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔میں نے اُس ہاتھ کی ٹھنڈک اپنے دوپستانوں کے درمیان پائی اورجان لیا جو کچھ آسمانوں اورزمینوں میں تھا اورآنحضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ [10]

یعنی"اوراسی طرح ہم دکھانے لگے ابراہیم کوسلطنت آسمان اورزمین کی اور تا کہ اُس کو یقین آئے "۔[11]

فائدہ: اس حدیث کودارمی نے بطریق ارسال روایت کیا ہے۔اِسی کی مانند ترمذی میں ہے۔

(6) حضرت عبداللہ بن عمروبن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (اپنے دولت خانہ سے) نکلے اور آپ کے دونوں ہاتھوں میں دوکتابیں تھیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ دوکتابیں کیسی ہیں؟ ہم نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ ﷺ! مگر یہ کہ آپ ہمیں بتادیں۔پس جوآپ کے دائیں ہاتھ میں تھی اُس کی نسبت فرمایا کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ایک کتاب ہے اس میں بہشتیوں کے نام اور اُن کے آباوقبائل کے نام ہیں۔پھر آخیر میں اُن کا مجموعہ دیاگیا ہے۔پس اِن میں نہ کبھی زیادتی ہوگی اور نہ کمی ہوگی۔پھر جو آپ کے بائیں ہاتھ میں تھی اُس کی نسبت فرمایا کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ایک کتاب ہے۔اِس میں دوزخیوں کے نام ہیں،پھر آخیر میں مجموعہ دیاگیا ہے پس اِن

---

[8] (صحیح مسلم ،كتاب الفتن وأشراط الساعة ، باب إخبار النبي صلى الله عليه وسلم فيما يكون إلى قيام الساعة، 2216/4، الحديث: 2889-(5144)، دار إحياء الكتب العربية)

[9] (صحيح البخاري ،كتاب الفتن ،باب قول النبي صلى الله عليه وسلم ويل للعرب من شر قد اقترب، 2590/6، الحديث: 6651 ، دار ابن كثير ، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

(صحيح مسلم ،كتاب الفتن وأشراط الساعة ، باب إخبار النبي صلى الله عليه وسلم فيما يكون إلى قيام الساعة، 2211/4، الحديث: 2885-(5135)، دار إحياء الكتب العربية)

[10] الانعام: 75

[11] (مشكاة المصابيح،كتاب الإيمان، باب المساجد والمواضع الصلاة، الفصل الثاني ، 225/1، الحديث: 725-(37)، المكتب الإسلامي)

میں کبھی نہ زیادتی ہوگی اور نہ کمی ہوگی۔صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اگر اِس اَمر سے فراغت ہوچکی ہے توپھر عمل کس واسطے ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا اپنے عملوں کو درست کرو۔اور قربِ الٰہی ڈھونڈو۔کیونکہ جوبہشتی ہے اُس کا خاتمہ بہشتیوں کے عمل پرہوگا خواہ وہ عمر بھر کیسا ہی عمل کرتارہے۔اورجو دوزخی ہے اُس کا خاتمہ دوزخیوں کے عمل پر ہوگا۔خواہ وہ عمر بھر کیسا ہی عمل کرتارہے۔[12]

اقوال العلماء

یہی عقیدہ اسلاف رحمہم اللہ کا بھی ہے۔

(1) امام احمد قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

لا فرق بين موته وحياته في مشاهدته لأمته, ومعرفته بأحوالهم ونياتهم وعزائمهم وخواطرهم، وذلك عنده جليّ" ظاهر "لا خفاء به

"فإن قلت: هذه الصفات" المذكورة من معرفته إلى هنا "مختصّة بالله تعالى، فالجواب: إن من انتقل إلى عالم البرزخ من المؤمنين" الكاملين, "يعلم أحوال الأحياء غالبًا"[13]

"وقد وقع كثير من ذلك كما هو مسطور في مظنّة ذلك من الكتب، وقد روى ابن المبارك" عبد الله: بذكره تستنزل الرحمة "عن سعيد بن المسيب، قال: ليس من يوم إلّا وتعرض على النبي صلى الله عليه وسلم أعمال أمّته غدوة وعشية، فيعرفهم بسيماهم وأعمالهم، فلذلك يشهد عليهم"[14] (مواهب لدنیہ)

یعنی اپنی اُمت کے مشاہدے اوراُن کے احوال ونیّات وعزائم وخواطر کی معرفت میں حضورﷺ کی موت وحیات یکساں ہے۔اوریہ آپ کے نزدیک ظاہر ہے۔اس میں کوئی پوشیدگی نہیں، اگر اعتراض کیا جائے کہ یہ صفات تواللہ تعالیٰ سے مختص ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ (کامل) مومنوں میں سے جو شخص عالمِ برزخ میں چلا جاتاہے، وہ زندوں کے حالات غالباً جانتاہے۔ایسا بہت وقوع میں آیا ہے۔جیسا کہ اِس کے متعلق کتابوں میں مذکور ہے۔حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بروایت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کیا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ صبح وشام اُمت کے اعمال آنحضرت ﷺ پر پیش کئے نہ جاتے ہوں۔لہٰذا آپ اُن کے اعمال کواور خود اُن کو اُن کے چہروں سے پہچانتے ہیں اسی واسطے آپ اُن پر گواہی دیں گے۔

---

[12] (مشكاة المصابيح, كتاب الإيمان، باب الإيمان بالقدر، الفصل الثاني، 35/1، الحديث: 96-(18)، المكتب الإسلامي)

[13] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، الفصل الثاني: في زيارة القبرة الشريف ومسجده المنيف، 195/12، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى 1417هـ1996م)

[14] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، الفصل الثاني: في زيارة القبرة الشريف ومسجده المنيف، 196/12، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى 1417هـ1996م)

(2) مواہب لدنیہ کی طرح مدخل ابن حاج میں بھی زیارت سیدالاولین والآخرین میں یہی مضمون مذکورہے اوریہ بھی لکھا ہے:

فَإِذَا زَارَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَإِنْ قَدَرَ أَنْ لَا يَجْلِسَ فَهُوَ بِهِ أَوْلَى، فَإِنْ عَجَزَ، فَلَهُ أَنْ يَجْلِسَ بِالْأَدَبِ، وَالِاحْتِرَامِ، وَالتَّعْظِيمِ، وَقَدْ لَا يَحْتَاجُ الزَّائِرُ فِي طَلَبِ حَوَائِجِهِ وَمَغْفِرَةِ ذُنُوبِهِ أَنْ يَذْكُرَهَا بِلِسَانِهِ، بَلْ يُحْضِرُ ذَلِكَ فِي قَلْبِهِ وَهُوَ حَاضِرٌ بَيْنَ يَدَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؛ لِأَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَعْلَمُ مِنْهُ بِحَوَائِجِهِ وَمَصَالِحِهِ وَأَرْحَمُ بِهِ مِنْهُ لِنَفْسِهِ، وَأَشْفَقُ عَلَيْهِ مِنْ أَقَارِبِهِ، وَقَدْ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ :

(إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ الْفَرَاشِ تَقَعُونَ فِي النَّارِ وَأَنَا آخُذُ بِحُجَزِكُمْ عَنْهَا).

أَوْ كَمَا قَالَ، وَهَذَا فِي حَقِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كُلِّ وَقْتٍ وَأَوَانٍ أَعْنِي فِي التَّوَسُّلِ بِهِ وَطَلَبِ الْحَوَائِجِ بِجَاهِهِ عِنْدَ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ لَمْ يُقَدَّرْ لَهُ زِيَارَتُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجِسْمِهِ فَلْيَنْوِهَا كُلَّ وَقْتٍ بِقَلْبِهِ وَلْيُحْضِرْ قَلْبَهُ أَنَّهُ حَاضِرٌ بَيْنَ يَدَيْهِ مُتَشَفِّعًا بِهِ إِلَى مَنْ مَنَّ بِهِ عَلَيْهِ [15] (مدخل لابن الحاج جزء اوّل۔ زیارت سیدالاولین والاخرین ﷺ)

یعنی جس وقت زائر آنحضرت ﷺ کی زیارت کرے۔اگروہ طاقت رکھتا ہوکہ نہ بیٹھے تواس کے لئے نہ بیٹھنا اولیٰ ہے اگروہ کھڑا رہنے سے عاجز ہوتواُسے ادب واحترام وتعظیم سے بیٹھنا جائز ہے۔زائر کے لئے اپنی حاجتیں اورگناہوں کی معافی طلب کرنے میں یہ ضروری نہیں کہ اُن کو اپنی زبان سے ذکرکرے۔بلکہ اُن کوآنحضرت ﷺ کے حضور میں دل میں حاضر کرلے۔کیونکہ حضور ﷺ کو اُس کی حاجات وضروریات کاعلم خود زائر سے زیادہ ہے۔

اور حضور ﷺ اُس پر خود اُس کی نسبت زیادہ رحم والے اوراُس کے اَقارب (رشتہ داروں)سے زیادہ شفقت والے ہیں۔چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

''میرا حال اورتمہارا حال پروانوں کے حال کی طرح ہے کہ تم آگ میں گرتے ہواور میں تم کو کمرسے پکڑ کر آگ سے بچانے والا ہوں''۔

اوریہ آنحضرت ﷺ کے حق میں ہر وقت اورہرلحظہ میں ہے یعنی حضور ﷺ سے توسل کرنے میں اورآپ کے جاہ (رُتبہ)کے وسیلہ سے حاجتیں مانگنے میں۔اور جس شخص کے لئے بذاتِ خود آنحضرت ﷺ کی زیارت مقدر نہ ہواُسے چاہیے کہ ہروقت اپنے دل میں زیارت کی نیت کرلے اوریہ سمجھے کہ میں حضور ﷺ کے سامنے حاضر ہوں اور حضور ﷺ کو بارگاہِ الٰہی میں شفیع لایا ہوں جس نے آپ کو بھیج کر مجھ پر بڑا احسان کیا ہے۔

(3) علامہ سیوطی عالم برزخ میں آنحضرت ﷺ کے اشغال یوں تحریر فرماتے ہیں:

[15] (المدخل لابن الحاج، فصل زيارة سيد الأولين والآخرين، 264/1، دار التراث)

النَّظَرِ فِي أَعْمَالِ أُمَّتِهِ وَالِاسْتِغْفَارِ لَهُمْ مِنَ السَّيِّئَاتِ، وَالدُّعَاءِ بِكَشْفِ الْبَلَاءِ عَنْهُمْ، وَالتَّرَدُّدِ فِي أَقْطَارِ الْأَرْضِ لِحُلُولِ الْبَرَكَةِ فِيهَا، وَحُضُورِ جِنَازَةِ مَنْ مَاتَ مِنْ صَالِحِ أُمَّتِهِ، فَإِنَّ هَذِهِ الْأُمُورَ مِنْ جُمْلَةِ أَشْغَالِهِ فِي الْبَرْزَخِ كَمَا وَرَدَتْ بِذَلِكَ الْأَحَادِيثُ وَالْآثَارُ[16] (انتباہ الاذکیاء فی حیات الانبیاء)

یعنی اپنی اُمت کے اعمال کو دیکھنا اوراُن کے گناہوں کی بخشش طلب کرنا اوراُن سے بلاء دور کرنے کی دعا کرنا۔اوراقطارِ زمین میں حلولِ برکت کے لئے تشریف لے جانا۔اوراپنی اُمت کے صالحین میں سے کسی کے جنازے میں شامل ہونا کیونکہ یہ اُمور برزخ میں حضور ﷺ کے اشغال میں سے ہیں جیساکہ احادیث وآثار میں وارد ہے۔

عرب و ہند عہدِ رسالت ﷺ میں

قطع نظر مذکورہ بالا شواہدو دلائل کے ہندوعرب کے تجارتی اُمور کے لحاظ سے لوگوں کی آمدورفت سے بھی نبی پاک ﷺ کے خطۂ ہند وپاک کے حالات آپ کے سامنے تھے۔اُس دور کی تجارتی اشیاء کامختصر ساخاکہ ملاحظہ ہو۔

مشک:مشک ہندوستان کی مشہور خوشبو ہے، جویہاں کے مختلف مقامات سے عرب میں جاتی تھی، عرب میں اِس کی خاص منڈی بحرین کی بندرگاہ دارین تھی۔اسی لئے مشک کادوسرانام داری پڑگیا تھا۔مشہور عربی شاعر امراء القیس نے اپنے مُعَلَّقَہ (عربی قصیدہ)میں کہاہے:

إِذا قامتا تَضَوّعَ المِسكُ منهما   نَسِيمَ الصَّبا جاءتْ برَيّا القَرَنْفُلِ[17]

یعنی جب وہ دونوں کھڑی ہوتی ہیں توان سے مشک کی مہک اس طرح پھیلتی ہے جیسے نسیم ِ صبح لونگ کی خوشبو لے کر آئی ہے۔

نابغہ ذبیانی نے اپنے ممدوح نعمان بن منذر شاہ حیرہ کی تعریف میں یہ دعائیہ شعرکہا ہے:

وتسقي إذا ما شئت غير مصرّد ... بزوراء في أكنافها المسك كارع[18]

یعنی جب تم ارادہ کروتوپوری طرح سیراب کئے جاؤ، زوراء کے محل میں جس کے شراب خانوں میں کستوری کی خوشبو والی شراب ہے۔

نابغہ جعدی نے کہا ہے :

---

[16] (الحاوي للفتاوي للسيوطي، أنباء الأذكياء بحياة الأنبياء، 184/2، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت لبنان، عام النشر: 1424 هـ 2004م)

[17] (لسان العرب، حرف القاف، 350/14، دار صادر – بيروت، الطبعة: الثالثة 1414 هـ)

(خزانة الأدب وغاية الأرب، ذكر الاتساع، 403/2، دار البحار بيروت، الطبعة الأخيرة 2004م)

[18] (معجم البلدان، باب الزاي والواو وما يليهما، 156/3، دار صادر، بيروت، الطبعة: الثانية، 1995م)

أُلْقِيَ فِيهَا فِلْجانِ مِنْ مِسْكِ دَارِينَ، ... وفِلْجٌ مِنْ فُلْفُلٍ ضَرِمِ [19]

یعنیاس نے دارین کے مشک اور تیز خوشبو کی مرچ کی ملاوٹ کی۔

ایک اور شاعر نے کہا ہے:

مَسائحُ فَوْدَيْ رأْسِه مُسْبغِلّةٌ، ... جَرى مِسْكُ دارِينَ الأَحَمُّ خِلالَها [20]

یعنی اس کے اطرافِ سرمیں دارین کے بہترین مشک کی بہتات ہے۔

فرزوق نے کہا ہے :

كَأَنّ تَرِيكةً مِنْ ماءِ مُزْنٍ، ... وداريَّ الذَّكِيِّ مِنَ المُدامِ [21]

یعنی گویا صاف وشفاف پانی اوردارین کے بہترین مشک کی شراب کاچشمہ ہے۔

کثیر نے کہا ہے :

أُفِيدَ عَلَيْهَا المِسْكُ، حَتَّى كأَنَّها ... لَطِيمةُ دارِيّ تَفَتَّق فارُها [22]

یعنیاس پر مشک یوں لگایا گیا ہے جیسے وہ دارین کے مشک سے لدی ہوئی اُونٹنی ہے جس کانافہ اپنی خوشبو پھیلارہا ہے۔

اعشٰی نے اپنی محبوبہ کے لعاب کی لذت بیان کرتے ہوئے کہاہے:

كأَن القَرنْفُلَ والزَّنْجَبِيلَ ... بَاتَا بِفيها، وأَرْياً مَشُورا [23]

یعنیشہد کی مٹھاس کے ساتھ گویا لونگ اورسونٹھ دونوں نے اُس کے منہ کے اندر مشک داری میں رات بسر کی ہے۔

(لسان العرب صفحہ 154جلد 13 وصفحہ 133 جلد11)

اورجوان العود نے کہا ہے :

لَقَدْ عاجَلَتْني بالسِّبابِ وثوبُها ... جديدٌ، وَمِنْ أَرْدانها المِسْكُ تَنْفَحُ [24]

یعنیاُس نے مجھے براھلا کہنے میں اس قدر جلدی کی کہ ابھی اُس کے عروسی کے کپڑے نئے تھے اوراُس کی آستینوں سے مشک کی خوشبو آرہی تھی۔

رُدبہ نے کہا ہے :

إِنْ تُشْفَ نَفْسي مِنْ ذُباباتِ الحَسَكْ، ... أَحْرِبِهَا أَطْيَبَ مِنْ رِيحِ المِسِكْ [25]

---

[19] (لسان العرب، فصل الدال المهملة، 299/4، دار صادر – بيروت، الطبعة: الثالثة 1414 ھ)

[20] (لسان العرب، فصل الدال المهملة، 154/13، دار صادر – بيروت، الطبعة: الثالثة 1414 ھ)

(أساس البلاغة، باب م س ح، 212/2، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1419 ھ 1998 م)

[21] ایضاً

[22] ایضاً

[23] (لسان العرب، فصل الزاي المعجمة، 313/11، دار صادر – بيروت، الطبعة: الثالثة 1414 ھ)

[24] (لسان العرب، فصل الميم، 487/10، دار صادر – بيروت، الطبعة: الثالثة 1414 ھ)

[25] ایضاً

یعنی اگر میری روح برچھیوں کی دھار سے شفا پائے تو پھر اُس کے لئے مشک سے بھی اچھی خوشبو مناسب ہے۔

(لسان العرب جلد10 صفحہ487)

فارۃ المسک یعنی نافہٗ مشک کا تذکرہ ایک شاعر نے یوں کیا ہے:

لَهَا فَأْرَةٌ ذَفْرَاء كلَّ عشيةٍ، ... كَمَا فَتَقَ الكافورَ بِالْمِسْكِ فاتِقُهُ [26]

یعنی اُس کے لئے ہر شام نافہ کی ایسی خوشبو ہے جیسے کسی نے کافور کو مشک کے ساتھ ملا کر خوشبو اُڑائی ہے۔

نابغہ بنی شیبان نے کہا ہے:

إذا ما جَرى الجادِيُّ فَوقَ مُتونِها ... وَمِسكٌ ذَكِيٌّ جَفَّفَتها المَجامِرُ [27]

یعنی جب زعفران اور مشک اُس پر بہہ پڑتے ہیں تو آنگیٹھیاں اُن کو ٹھکانے لگاتی ہیں۔

وقد عَبِقَ العبيرُ بِها ومِسْكٌ ... يخالطه من الهندي عود [28]

یعنی اُس کے جسم زعفرانی پر خوشبو اور عودہندی میں ملا ہوا مشک لپٹا ہوا ہے۔

كَأَنَّ عَلى أَنيابِها بَعدَ هَجعَةٍ ... صُبابَةَ ماءِ الثَلجِ بِالعَسَلِ الغَضِّ

فلما عرتنا ينفخ المسک جيبُها ... إذا نَهَضَت كادَت تَميلُ مِنَ النَهضِ [29]

یعنی بیداری کے بعد ایسا معلوم ہوتاہے کہ محبوبہ کے دانت پر برف کے پانی کے قطرے ہیں جو خالص شہدلئے ہوئے ہیں اور جب جب وہ ہمارے سامنے آتی ہے تو اُس کے گریبان سے مشک جھڑتاہے اور جب اُٹھنا چاہتی ہے تو نزاکت کی وجہ سے اُس میں لچک پڑ جاتی ہے۔

بشیر بن ابی خازم نے کہا ہے:

وقد أُوقِرنَ من زَبَدٍ وَقُسْطٍ ... ومن مِسْكٍ أَحَمَّ ومن سَلامِ [30]

یعنی وہ کشتیاں قسط، خوشبو، مشک اور سامان جنگ بہت زیادہ لائی ہیں۔

یزید بن قیس کلابی نے عہدِ فاروقی کے ایک عامل کی شکایت کرتے ہوئے کہاہے:

إذا التّاجر الهنديّ جاء بفارة ... من المسك راحت في مفارقهم تجري [31]

---

[26] (لسان العرب، فصل الفاء، 43/5، دار صادر – بيروت، الطبعة: الثالثة 1414 ھ)

[27] (ديوان النابغة الشيباني، قافية الراء، ص13، دار الكتب المصرية بالقاهرة، 1351 ھ-1932 م)

[28] (ديوان النابغة الشيباني، قافية الدال، ص33، دار الكتب المصرية بالقاهرة، 1351 ھ-1932 م)

[29] (ديوان النابغة الشيباني، قافية الضاد، ألا طرقتنا، ص116، دار الكتب المصرية بالقاهرة، 1351 ھ-1932 م)

[30] (تاج العروس من جواهر القاموس، باب ق س ط، 26/20، دار الهداية)

(المعجم المفصل في شواهد العربية، 300/7، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى، 1417ھ 1996م)

[31] (الإصابة في تمييز الصحابة، 6521ز عمرو بن كلاب، 117/5، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى 1415 ھ)

یعنی جب ہندوستانی تاجر نافۂ مشک لاتاہے تواُن کی گردنوں میں گویا خوشبو کادریا بہنے لگتاہے۔یہ فتوح البلدان میں اذا لتاجرالداری میں ہے۔

(الاصابہ صفحہ 711،جلد ۱ وفتوح البلدان صفحہ 377)

عُود

عود ہندوستان کی مشہور لکڑی، اورعربوں کی مرغوب ترین خوشبو ہے، اس کو عودِ ہندی، عود صنفی، عودقماری، عودمندلی، عود کلمی کے ناموں سے یاد کرتے ہیں، بلکہ کبھی صرف ہندی،قماری اورمندلی کی نسبت سے عود مراد لیتے ہیں، عدی بن رقاح نے لکھا ہے:

رُبَّ نارٍ بِتُّ أَرْمُقُها، ... تَقْضَمُ [تَقْضِمُ] الهِنْدِيَّ والغارَا [32]

یعنی ایسی آگ کودیکھ کر میں نے رات بسر کی ہے جو عود ہندی اورغار کے درخت کوکھائے جارہی تھی۔

نابغہ شیبانی نے کہا ہے:

وقد عَبِقَ العبيرُ بها ومِسْكٌ... يخالطه من الهندي عود [33]

یعنی اُس کے جسم پر زعفرانی خوشبو اورعود ہندی میں مخلوط مشک لپٹا ہوا ہے۔

عمرو بن طنابہ جاہلی کہتاہے:

إِذَا مَا مَشَتْ نَادَى بِمَا فِي ثِيابها ... ذَكِيُّ الشَّذا، والمَنْدَلِيُّ المُطَيَّرُ [34]

یعنی جب محبوبہ چلتی ہے تواُس کے حسن کی منادی تیز خوشبو اور اُڑنے والی مندلی عود کیا کرتی ہے۔

ابراہیم بن علی ابن ہرمہ نے کہا ہے:

کان الرکب اذا طرقتک باتوا ... بصندل اویقار عتی قمارا

یعنی اَہلِ قافلہ جب رات کوتیری طرف پہنچے توتیری ایسی خوشبو محسوس ہوئی جیسے وہ صندل یاقمار میں ہیں۔

نوٹ: اشعار میں صرف مُشک کے متعلق اظہار مدِ نظر اوربس،اُن سے عشقیہ باتوں سے ہمیں غرض نہیں۔

کافور

(فتوح البلدان،فتح كور الأهواز، 373/1، دار ومكتبة الهلال بيروت، عام النشر: 1988م)

[32] (لسان العرب، فصل الهاء، 483/3، دار صادر–بيروت، الطبعة: الثالثة 1414هـ)

[33] حوالہ مذکورہ

[34] (لسان العرب، فصل الشين المعجمة، 427/14، دار صادر–بيروت، الطبعة: الثالثة 1414هـ)

کافور عربی زبان میں کئی طرح سے استعمال ہوتاہے، کافور، قفوراور قافور، یہ ہندی لفظ کپور کا معَرَّب(وہ لفظ جو دراصل کسی اور زبان کاہواور اس کو تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ عربی بنالیاہو؛جیسے:پیل سے فیل۔) ہے، یوں توکافور عرب کے ہربڑے بازار میں فروخت ہو تاتھا، لیکن دارین جس طرح ہندی مشک کی بہت بڑی منڈی تھا، اسی طرح کافور کابازار بھی تھا اوریہیں سے دوسرے علاقوں میں کافور جاتاتھا۔

نابغہ شیبانی نے کہاہے:

كَأَنَّ رُضابَ المِسكِ فَوقَ لِثاتِها...وَكافورَ دارِيٍّ وَراحاً تُصَفَّقُ [35]

یعنی اُس کے مسوڑھوں کے اُوپر گویا دارین کا کافور اورشراب دونوں مچل رہے ہیں۔

داری کی تشریح دیوان نابغہ کے حاشیہ میں یوں ہے:

الداری: العطار، منسوب إلیٰ دارین بالبحرین التي یحمل إلیها المسک من الهند [36]

یعنی داری عطر فروش دارین کی طرف منسوب ہے جو بحرین کی بہت بڑی بندرگاہ ہے، وہاں پر ہندوستان سے مشک لایا جاتاہے۔

(دیوان نابغہ بنی شیبان صفحہ 3)

ایک دوسرے شاعر نے کہاہے:

لَهَا فَأْرَةٌ ذَفْراء كلَّ عشيةٍ، ... كَمَا فَتَقَ الكافورَ بِالْمِسْكِ فاتِقُهُ [37]

یعنی اُس کے لئے ہرشام نافۂ مشک کی خوشبو ہوتی ہے، جیسے کسی نے کافور اور مشک ملاکر خوشبو اُڑائی ہو۔

نیز نابغہ شیبانی نے کہا ہے:

شیبت بکافور وماء قرنفل   وبماء مرهبة یسح فدامها

یعنی وہ کافور، لونگ کے پانی اورشیریں پانی میں ملائی گئی ہے اور ڈھکن کے اُوپر سے بہہ رہی ہے۔

كأن مدامةً ورضاب مسكٍ... وكافوراً ذكيّاً لم يُغشّ [38]

یعنی وہ گویا شراب اور مشک محلول، اور نیز خوشبو کاکافور ہے جس میں ملاوٹ نہیں کی گئی ہے۔

زنجبیل (سونٹھ)

---

[35] (ديوان النابغة الشيباني، قافية القاف، ص2، دار الكتب المصرية بالقاهرة، 1351 هـ-1932 م)

[36] ایضاً

[37] (لسان العرب، فصل الفاء، 43/5، دار صادر – بيروت، الطبعة: الثالثة 1414 هـ)

زنجبیل ہندی زنجابیر کا معرّب ہے جس کے معنی سونٹھ کے ہیں۔تازہ زنجبیل کوادرک کہتے ہیں، اِسے عرب خشک اورتر دونوں طرح سے استعمال کرتے تھے، اوراس کی خوشبو اُن کے یہاں بہت مرغوب ومشہور تھی۔[39](لسان العرب جلد 11، صفحہ 203)

اسی لسان العرب میں ہے،

وَالْعَرَبُ تَصِفُ الزَّنْجَبِيل بِالطِّيبِ وَهُوَ مُسْتَطَابٌ عِنْدَهُمْ جِدًّا [40]

یعنی عرب سونٹھ کی خوشبو کی تعریف کرتے ہیں اوروہ اُن کے یہاں بہت ہی مرغوب اورپسندیدہ ہے۔

اعشٰی کا یہ قول گزر چکا ہے:

كأَن القَرنْفُلَ والزَّنْجَبِيلَ ... بَاتَا بِفِيها، وأَرْياً مَشُورا [41]

یعنی اُس کے لعاب دہن کی لطافت و نَکہت(خوشبو) کاحال یہ ہے کہ جیسے اُس کے اندر شہد کے ساتھ لونگ اورسونٹھ نے مشک داری میں رات گذاری ہے۔

ایک اور شاعر نے کہا ہے: وزَنْجَبِيل عاتِق مُطَيَّب [42]

یعنی سونٹھ ملی ہوئی پرانی خوشگوار شراب۔(لسان العرب جلد 11، صفحہ 203)

قرنفل (لونگ)

قرنفل (لونگ) کو عرب قرنفول بھی کہتے ہیں،یہ کرن پھول کا معرّب ہے، عربی ادبیات میں اس کا ذکر کثرت سے آیاہے،

لسان العرب میں ہے: وَقَدْ كَثُرَ فِي كَلَامِهِمْ وأَشْعارهم [43]

یعنی اس کا تذکرہ کلامِ عرب میں کثرت سے آیاہے ۔

چنانچہ ایک شاعر نے کہا:

وا بأَبِي ثَغْرك ذَاكَ المَعْسولُ، ... كأَنَّ فِي أَنْيابه القَرَنْفُولُ [44]

یعنی میں تیرے اِس شیریں دہن (مُنہ)پر قربان جاؤں جس کے دانتوں میں گویا لونگ ہے جس کی خوشبو پھیل رہی ہے۔

---

[39] (لسان العرب ، فصل الزاي المعجمة، 313/11، دار صادر – بيروت، الطبعة: الثالثة 1414 هـ)

[40] ایضاً

[41] حواله مذکوره

[42] (لسان العرب ، فصل الزاي المعجمة، 313/11، دار صادر – بيروت، الطبعة: الثالثة 1414 هـ)

[43] (لسان العرب ، فصل القاف، 556/11، دار صادر – بيروت، الطبعة: الثالثة 1414 هـ)

[44] ایضاً

ایک اور شاعر نے کہا:

خَوْدٌ أَنَاةٌ كالمَهاةِ عُطْبُول ... كأَنَّ في أَنْيابها القَرَنْفُول [45]

یعنی وہ نیل گاؤ (نیل گائے) کی طرح سیاہ آنکھوں والی، نازنین جس کے دانتوں میں گویا لونگ خوشبو لئے ہوئے ہے۔

امراء لقیس نے کہا ہے:

إِذا قامتا تَضَوّعَ المِسكُ منهما ... نَسِيمَ الصَّبا جاءتْ برَيّا القَرَنْفُلِ [46]

یعنی جب وہ دونوں کھڑی ہوتی ہیں تواُن سے مشک کی خوشبو پھیلتی ہے گویا نسیم لونگ کی خوشبو لائی ہے۔

نابغہ شیبانی نے کہاہے:

مِنَ الخَفِراتِ خِلتُ رِضابَ فيها ... سُلافَةَ قَرقَفٍ شيبَت بِمِسكِ [47]

یعنی باحیا دوشیزاؤں کے لُعابِ دَہن ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ لونگ کی شراب ہے جس میں مشک ملا ہوا ہے۔(لسان العرب)

فلفل

فلفل پیالایا پیپالا (مرچ) کا معرَّب ہے (عربی) میں اس سے صیغے بھی بنائے گئے اور مفلفل اس چیز کو کہتے ہیں جس میں فلفل کی خوشبو ملائی گئی ہو۔

لسان العرب میں ہے: بِأَرض الْعَرَبِ وَقَدْ كَثُرَ مَجِيئُهُ فِي كَلَامِهِمْ [48]

یعنی اِس کاتذکرہ کلامِ عرب میں کثرت سے آیا ہے۔

چنانچہ امرء القیس نے کہا ہے:

كَأَنَّ مَكاكِيَّ الجِواءِ، غُدَيَّةً، ... صُبِحْنَ سُلافاً مِنْ رَحيقٍ مُفَلْفَلِ [49]

یعنی مقام جواء کی مرغابیاں ایسی حواس باختہ تھیں گویا اُن کو مرچ ملی ہوئی بہترین صباحی پلائی گئی ہے۔ (لسانِ العرب جلد4، صفحہ532)

---

[45] ایضاً

[46] حوالہ مذکورہ

[47] (ديوان النابغة الشيباني، قافية الكاف، ص80، دار الكتب المصرية بالقاهرة، 1351 هـ-1932م)

[48] (لسان العرب، فصل الفاء، 532/11، دار صادر – بيروت، الطبعة: الثالثة 1414 هـ)

[49] ایضاً

ساج (ساگوان)

ساج (ساگوان) ہندوستان کی بہترین عمارتی لکڑی ہے جو قدیم زمانہ سے عرب میں استعمال ہوتی تھی، اور بڑی مقدار میں یہاں سے جاتی تھی، جس سے دروازے، کِواڑ(دروازہ، کھڑکی یاروشندان وغیرہ کوبند کرنے یاکھولنے کاپٹ.)، سُتُون اور چھت وغیرہ بنانے میں کام لیا جاتاتھا۔عام طور سے ہندوستان سے اِس کی بلّیاں عرب جاتی تھیں، جن کو حسبِ ضرورت کاٹ لیا جاتاتھا، اس سالم بَلی کو عرب ساجہ کہتے تھے۔یہ لکڑی عام طور سے کوکن کے علاقے سے بھیجی جاتی تھی۔

نابغہ شیبانی نے کہا ہے:

وقبة لا تكاد الطير تبلغها ... أعلى محاريبها بالساج مسقوف [50]

یعنی اس قبہ کی بلندی کو پرندے بھی نہیں پہنچ سکتے، ا س کی ایسے اونچی محراب پر ساگوان کی چھت بنی ہے۔

(دیوانِ بالغہ بنی شیبان،صفحہ 53)

فائدہ: احادیث میں ساج کا ذکر آیا ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے بناہوا سامان استعمال فرمایا ہے۔

قسط(کٹھ لکڑ)

قسط کالفظ ہندی کٹھ کا معَرّب ہے، اِسے کستہ اور قسط بھی کہتے ہیں۔یہ ہندوستان کی مشہور دواہے، جو عرب میں بہت مشہور تھی، اور مختلف بیماریوں میں استعمال کی جاتی تھی۔

بشیر بن ابی خازم اسدی نے تجارتی کشتی کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے:

وقد أوقرنَ من زَبَدٍ وَقُسْطٍ ... ومن مِسْكٍ أَحَمَّ ومن سَلامِ [51]

یعنی یہ کشتیاں بھاری مقدار میں قسط، عود، مشک اوراسلحہ سے لادی گئیں۔(دیوانِ بشیر بن ابی حازم اسدی،صفحہ 48)

فائدہ: احادیث میں قسط ہندی کے بڑے فضائل وفوائد آئے ہیں اوررسول اللہ ﷺ نے اس کے استعمال کی تاکید فرمائی ہے۔

داذی (تاڑی)

---

[50] (ديوان النابغة الشيباني، قافية الفاء، ص53، دار الكتب المصرية بالقاهرة، 1351 ھ-1932 م)

[51] حوالہ مذکورہ

داذی ہندی لفظ تاڑی کا معَرَّب ہے، اگرچہ تاڑی عرب میں بھی ہوتی تھی، لیکن ابن خرد اذبہ کی تصریح سے معلوم ہوتاہے کہ جنوبی ہند سے بھی تاڑی عرب میں جاتی تھی، ایک شاعر نے اس کا ذکر یوں کیا ہے:

شَرِبنامِنَ الدَّاذِيِّ حَتَّى كأَننا ... مُلوكٌ، لَنَا بَرُّ العِراقَيْنِ والبحرُ [52]

یعنی ہم نے یوں تاڑی پی کہ نشہ میں یوں بادشاہ بن گئے کہ عراق،عرب اورعراق عجم اورسمندر ہمارے قلمرو(بادشاہی)میں آ گئے۔

اسود بن کریمہ نے کہا ہے: قد حسا الداذي صرفا [53]

یعنی اُس نے خالص تاڑی خوب سیر ہوکر پی۔

دجاج (سندھی مرغی)

دجاج سندھی یعنی سندھی مرغی اوردیک سندھی یعنی سندھی مرغا، ان دونوں کااستعمال بھی عرب میں عام تھا، اورعرب اِن سے اچھی طرح واقف تھے، سندھی مرغی کاتذکرہ ابن خرداذبہ نے المسالک والممالک میں، ابن فقیہ ہمدانی نے مسالک الممالک، اورجاحظ نے کتاب الحیوان میں کیا ہے، بلکہ جاحظ نے دجاج سندھی کواُن جانوروں میں شمار کیا ہے جن کو اللہ تعالٰی نے ہندوستان کی خصوصیات میں سے بنایا ہے، نیز اُس نے لکھا ہے کہ دجاج خلاسی اُس مرغی کوکہتے ہیں جو نبطی اور سندھی مرغیوں کی مخلوط نسل سے ہو، اوراگر مرغی خالص سفید رنگ کی اورہندوستانی ہوتواُسے بیسری کہتے ہیں۔[54]

(حیٰوۃ الحیوان ،جلد8، صفحہ115)

صاحب مجمع البحرین نے لکھا ہے: وفي الحديث دجاج سندي [55]

یعنی حدیث میں سندھی مرغی کا ذکر ہے۔

اس سے معلوم ہوتاہے کہ عہدِ رسالت میں سندھی مرغی عام طور سے متعارف ومستعمل تھی۔(مجمع البحرین)

سندھی کپڑے

[52] (لسان العرب ، فصل الدال المهملة، 491/3، دار صادر – بيروت، الطبعة: الثالثة 1414 هـ)

[53] (حياة الحيوان الكبري ، باب الدال المهملة، الديك، 478/1، دار الكتب العلمية)

[54] (البيان والتبيين ، بشر بن المعتمر يقنن أصول البلاغة ، 135/1، دار ومكتبة الهلال، بيروت، عام النشر: 1423 هـ)

[55] (مجمع البحرين، 71/3، انتشارات كتاب فروشى مرتضوى، , 1983)

عرب میں سندھ کے بنے ہوئے خاص قسم کے کپڑوں کومسندّہ اورمسندّیہ کہتے تھے۔اوراِن کا استعمال بھی عام تھا، عام طورسے اِن کی چادریں بنتی تھیں، اورچونکہ یہ کپڑا ہندوستان سے پہلے یمن جاتاتھا اس لئے بُرِدیمانی بھی کہتے تھے۔

لسان العرب میں ہے: والمُسَنَّدَةُ والمِسْنَدِيَّةُ: ضَرْب مِنَ الثِّيَابِ. وَفِي حَدِيثِ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنه رأَى عَلَيْهَا أَربعة أَثواب سَنَدٍ؛ قِيلَ: هُوَ نَوْعٌ مِنَ الْبُرُودِ اليمانِية [56](لسان العرب جلد3، صفحہ323)

یعنی مسندّہ اورمسندیہ کپڑے کی ایک قسم کانام ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ اُنہوں نے آپ کے جسم پرسندھ کے چار کپڑے دیکھے۔بعضوں نے کہا ہے کہ یہ یمنی چادروں کی ایک قسم ہے۔

لنگی اور چادر

لسان العرب میں ہے کہ تہبند اور لنگی کے کپڑے بھی سندھ ہی سے عرب میں جاتے تھے۔

الفُوطة: ثَوْبٌ قَصِيرٌ غَلِيظٌ يَكُونُ مِئْزَرًا يجلَب مِنَ السِّند [57]

یعنی فوطہ گف چھوٹا ساکپڑا ہے جو چادر اور تہبند ہوتاہے، سندھ سے لایا جاتاہے۔

اور بعد میں ا س کا رواج بار برداروں(بوجھ لانے یا کھینچنے والوں) ،محنت مزدوری کرنے والوں اورنوکروں میں عام ہوگیا تھا۔

مشہور امامِ لغت ابو منصور کابیان ہے:

ورأَيت بِالْكُوفَةِ أُزُراً مخطَّطة يَشْتَرِيهَا الجمّالون والخدَم فيتَّزرون بِهَا [58](لسان العرب جلد3، صفحہ373)

یعنی میں نے کوفہ میں دیکھا ہے کہ اُونٹ والے اور نوکر چاکر دھاری دار چادریں خریدتے ہیں اوراُن کو تہبند اور لنگی کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

ہمارے زمانہ میں عام طورسے اسی قسم کادھاری دار اور رنگین تہبند استعمال ہوتاہے۔یہی عربی لفظ فوطہ اورفوط ہے جو ہندوستان میں پوت کہا جاتاہے جس سے مراد آج کل عام طور سے چار گز کاریشمی تھا ن ہوتاہے۔

کُرتہ

[56] (لسان العرب، فصل السين المهملة، 223/3، دار صادر – بيروت، الطبعة: الثالثة 1414 هـ)

[57] (لسان العرب، فصل الفاء، 373/7، دار صادر – بيروت، الطبعة: الثالثة 1414 هـ)

[58] ایضاً

کُرتہ خالص ہندوستانی لباس ہے جو قدیم زمانہ سے ایران اورعرب میں رائج تھا۔عرب اِسے معَرَّب کرکے قرطق کہتے تھے، لسان العرب میں ہے: (قُرْطَقٌ) أَيْ قَبَاءٌ، وَهُوَ تَعْرِيبُ كُرْتَهْ، وَقَدْ تُضَمُّ طَاؤُهُ، وَإِبْدَالُ الْقَافِ مِنَ الْهَاءِ فِي الأَسماء الْمُعْرَبَةِ كَثِيرٌ كالبَرَق والباشَق والمُسْتُق[59] (لسان العرب جلد10، صفحہ 223)

یعنی قرطق قباء ہے، اوریہ کُرتہ کا معَرَّب ہے، اور قرطق کی طاء کوضمہ بھی دیتے ہیں، اور اسماء معربہ میں ہاء کو قاف سے بدلنا بہت زیادہ ہے، جیسے بُرہ سے برق، اور باسہ سے باسق اور مستہ سے مستق۔

شاہانِ ایران کے دربار میں جب ملوکِ عرب جاتے تو شاہی دربار کی سجاوٹ میں کُرتے کااستعمال خاص طور سے ہوتاتھا، اوراِس کا شمار شاہی لباس میں ہوتاتھا، قاضی رشید بن زبیر نے الذخائر والتحف میں اس موقع پر لکھا ہے:

والبسهم الديباج الملون من الثياب والقراطق، وفي أوساطهم مناطق الذهب الأحمر مرصعة بأنواع الجوهر، وعن شماله أولاد المزاربة عليهم القراطق۔[60] (کتاب الذخائر، صفحہ 128)

یعنی بادشاہ شاہزادوں کو کپڑوں اورکُرتوں میں سے رنگین دِیبا ج(رنگین اوردبیز قسم کا قیمتی ریشمیں کپڑا جس پر سنہرا یا روپیلا اُبھرا ہوا کام بنا ہوتا ہے.)پہناتاتھا اوراُن کی کمر میں سونے کے پٹکے ہوتے تھے، جو قسم قسم کے جواہر سے مرِصَّع(نگینے جڑے) ہوتے تھے، اور بادشاہ کے بائیں جانب مزربانوں (صوبوں کے حاکموں) کے لڑکے کُرتے پہن کر کھڑے رہتے تھے۔

سلیمان تاجر بحر ہرگند (بحرِ ہند) کے جزائر کے باشندوں کی صنعت وحِرفَت(ہنر) میں مہارت بیان کرتاہوا کہتاہے:

حتى انهم يعملون القميص مفروغا منه نسجا بالكمين والدخريصين والجيب[61]

یعنی اُن کی صنعت گری کا یہ حال ہے کہ وہ ایسا کُرتہ بناتے ہیں جس میں دو نوں آستین کلیاں اورجیب بُنی ہوتی ہیں اوراُن کو سلنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

عہدِرسالت میں کُرتے کااستعمال تھا اور بعض روایات میں اِس کا ذکر ہے، بلکہ بعد تک یہ کپڑا بادشاہوں اورحاکموں کالباس تھا، اصطخری نے منصورہ کے مسلمان حکمرانوں کا لباس کرتہ ہی بتایاہے:

وزيهم زى أهل العراق، إلا أن زى ملوكهم يقارب زى ملوك الهند فى الشعور والقراطق[62]

یعنی اَہلِ منصورۃ کالباس اَہلِ عراق کی طرح ہے،البتہ یہاں مسلمان حاکموں کالباس ہندوستان کے راجوں،مہاراجوں کی طرح ہےاوروہ بھی بال رکھتے ہیں اور کُرتے پہنتے ہیں۔

---

[59] (لسان العرب، فصل القاف، 323/10، دار صادر – بيروت، الطبعة: الثالثة 1414 هـ)

[60] (كتاب الذخائر والتحف للقاضي الرشيد بن الزبير، باب الأيام المشهودة والاجتماعات في الأوقات المعهودة والمحافل المحشودة، ص128، الدكتور صلاح الدين المنجد، الكويت 1959)

[61] (رحلة السيرافي، بحر هركند، 18/1، المجمع الثقافي، أبو ظبي، عام النشر: 1999 م)

[62] (المسالك والممالك، بلاد السند، ص103، الهيئة العامة لقصور الثقافة، القاهرة)

اسی طرح یہی جغرافیہ نویس دوسری جگہ ملتان اور منصورہ کے عام باشندوں کا لباس کُرتہ ہی بتاتا ہے۔

ولباس القراطق فیهم ظاهر الاّ التجار فانّ لباسهم القمص والأردية وسائر زيّ اهل فارس والعراق [63]

(مسالک الممالک، صفحہ 177)

یعنی کُرتے کا اِن میں عام چلن ہے، البتہ تاجروں کا لباس قمیص اور چادر ہے۔ اور فارس و عراق والوں کا لباس بھی قمیض اور چادر ہے۔

یہ چند ہندوستانی اشیاء کی فہرست ہے جن کا استعمال عرب میں عام تھا، اِن کے علاوہ بھی بہت سی ہندوستانی چیزیں عرب میں مستعمل تھیں، اَشعارِ عرب اور کتبِ لغت کی مراجَعَت (توجہ کرنے) کے بعد اُن کا نشان مل سکتا ہے۔ لیکن میرے موضوع کے لئے کافی ہے کہ یہ اشیاء حضور سرورِ عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کی جاتی ہوں گی اور آپ ﷺ اُنہیں استعمال فرماتے ہوں گے ایسی باتوں سے ہند و پاک کی یاد بارگاہِ رسول ﷺ میں بار بار آتی ہوگی اِسی نسبت سے حضرت عارف جامی قدس سرہٗ نے عرض کیا ہے،

سگت را کاش جامی نام بُودے   که آمد برزبانت ، گاہے گاہے

یارسول اللہ ﷺ کاش آپ کے کتے کا نام جامی ہوتا اور آپ اکثر اسے بلاتے تو میرا نام آپ کی زبان مبارک پہ آجاتا۔

زمانۂ رسول اکرم ﷺ میں ہند و پاک کے لوگ

عہدِ رسالت میں ہندوستان کے لوگ عرب میں یوں تو اکثر مقامات پر موجود تھے اور حضری (شہری) اور بدوی (دیہاتی) دونوں قسم کی زندگی بسر کرتے تھے مگر عرب کے سواحل میں خلیج عربی سے لے کر یمن کے اطراف تک خاص طور سے اُن کی کثرت تھی۔ اُن میں کچھ تو تجارتی کاروبار کرتے۔ کچھ ایرانیوں کے تحت سیاست و حکومت کے کاموں میں دخِیل (داخل) تھے اور کچھ آزاد زندگی بسر کر کے اپنا ذریعۂ معاش تلاش کرتے تھے۔

عرب کے اُن مشرقی اور جنوبی ساحلوں میں آنحضرت ﷺ نے آخر زمانہ میں اسلام کی دعوت فرمائی۔ جہاں اساورہ، اُن کی اولاد ابنائے یمن، سیابجہ اور زطّ عام طور پر موجود تھے۔ اس لئے یہاں مشرک اور مجوس عربوں کی طرح بہت سے عجمی باشندے بھی اسلام لائے جن میں ایرانی، ہندی، سندھی اور حبشی وغیرہ سب شامل تھے۔ فقیر چند خوش قسمتوں کا مختصر حال عرض کرتا ہے۔

(1) بیر ز طن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عجم میں اسلام میں سب سے پہلے ملک یمن نے سبقت کی۔ اس علاقہ پر یمن کے ایک خالص ہندوستانی بزرگ حضرت بیر ز طن ہندی یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ ہندوستانی طریقہ علاج کے ماہر طبیب تھے۔ اُنہوں نے بڑی عمر پائی اور رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں اسلام قبول کیا لیکن آپ ﷺ سے ملاقات کا ثبوت نہیں ملتا۔ حافظ اِبنِ حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کا تذکرہ الاصابہ کی تیسری فصل میں کیا

---

[63] (المسالك والممالك، بلاد السند، ص177، الهيئة العامة لقصور الثقافة، القاهرة)

ہے[64] جس میں ایسے حضرات کا بیان ہے جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کا زمانۂ مبارک پایا اور آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ ہی میں یا اُس کے بعد اسلام لائے۔

اِن کا تذکرہ الاصابہ میں اس طرح ہے کہ شیخ حسن بن محمد شیرازی نے کتاب السوانح میں حضرت شیخ جعفر بن محمد شیرازی کی روایت سے لکھا ہے کہ:

''بیرزطن ہندی شاہانِ ایران کے زمانہ میں ایک بوڑھے آدمی تھے۔بھنگ کے علاج میں اُن کا واقعہ مشہور ہے اس کوا اُن اطراف میں سب سے پہلے انہی نے رواج دیا تھا اور یمن میں اُس کی شہرت اِن کی وجہ سے ہوئی تھی۔اُنہوں نے اسلام کا زمانہ پایا اور اُسے قبول کیا ''۔

حضرت بیر زطن ہندی وہ پہلے خوش نصیب ہندوستانی ہیں جنہوں نے رسول اکرم ﷺ کا زمانہ یا کم از کم آپ ﷺ کے زمانے سے قریب ترعہد پایا۔اُس قربتِ زمانی کے ساتھ ساتھ قربت ِمکانی میں بھی وہ پہلے ہندوستانی ہیں۔

حضرت باذان حاکمِ یمن اوراُن کے اساورہ کے اسلام لانے کے بعد جن میں ایرانی، ہندوستانی اورسندھی سب ہی شامل تھے۔یمن اوراطراف میں عربوں کی طرح عام عجمی باشندے بھی اسلام لائے اور رسول اللہ ﷺ نے وہاں کے مسلمانوں پر حضرت زبرقان بن بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاکم مقرر فرمایا۔[65]

طبری کا بیا ن ہے کہ:

''رسول اللہ ﷺ کا وصال اس حال میں ہوا کہ آپ ﷺ اپنے عُمال (جس کے سپرد کسی علاقے کا ملکی یامالی نظام ہو۔) کو عربوں میں مقرر فرماچکے تھے۔چنانچہ زبرقان بن بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبیلہ رباب اورعوف اورابنائے یمن پر مقرر فرمایا تھا''۔

یمن کے مشہور علاقہ نجران میں بھی ہندوستانی موجود تھے، چنانچہ ۱۰ ھ میں جب نجران سے بنی حارث بن کعب کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اُن کو دیکھتے ہی اُن پر ہندوستانی ہونے کا شبہ ظاہر فرمایا اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: من هولاء القوم الذی کانهم رجال الهند؟[66]

یعنی یہ لوگ کون ہیں جو ہندوستانی معلوم ہوتے ہیں؟

جب آنحضرت ﷺ نے اطراف وجوانب کے اُمراء وحکام کو دعوتِ اسلام کے خطوط روانہ فرمائے تونجران کے عام لوگوں کے نام بھی ایک دعوت نامہ روانہ فرمایا۔ امام طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نجران کے

---

[64] (الإصابة في تمييز الصحابة، القسم الثاني من حرف الباء في ذكر من له رؤية، الباء بعدها الياء، 790: بيرزطن الهندي، 474/1، دار الكتب العلمية–بيروت، الطبعة: الأولى 1415 هـ)

[65] (الإصابة في تمييز الصحابة، القسم الرابع من حرف الباء الموحدة فيمن ذكر في كتب الصحابة غلطا وبيان ذلك، الباء بعدها الألف، 792 : باذان ملك الهند.، 474/1، دار الكتب العلمية–بيروت، الطبعة: الأولى 1415 هـ)

[66] (تهذيب تاريخ الطبری، ثم دخلت سنة عشر، ص279، مكتبة جزيرة الورد)

عربوں اوروہاں آباد غیر عرب باشندوں کے پاس خط لکھا۔اس پر وہ لوگ اسلا م پر قائم رہتے ہوئے اپنی جمعیت لے کر ایک مقام پر رہنے لگے۔ [67]

اس سے ظاہر ہوتاہے کہ غیر عرب باشندگانِ نجران میں وہاں کے ایرانیوں کی طرح ہندوستان اورسندھ کے باشندے بھی داخل رہے ہوں گے جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی دعوتِ اسلام پر لبیک کہا۔

فائدہ: اس سے واضح ہوا کہ خطہٗ ہندوپاکستان سے کافی حضرات کو نبی پاک ﷺ کی صحابیت کی سعادت کاشرف نصیب ہوا۔اُن میں سے تمام کے ذکر کی گنجائش نہیں۔فقیر نے یہاں چند نمونے عرض کرنے ہیں۔حضرت بیرزطن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر ِ خیر کے بعد حضرت بابا رتن ہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اور ہندی کے حالات کاذکر حاضر ہے۔

تاریخ میں ہے کہ راجہ بھوج ایک بڑے مشہور حکمران ہوئے ہیں جو پلیا کے باشندے تھے جس کو عام لوگ بھوج پور بھی کہتے ہیں۔وہاں ایک عمارت رصدگاہ کے نام سے مشہور ہے مگر منتر جنتر اُس کا عرفِ عام ہے اوروہ بہت پرانی عمارت ہے اورفلکیات کے زائچے اورنجوم کے حسابات اس پر منقوش ہیں۔لوگ کہتے ہیں کہ اس جگہ راجہ بھوج کے شاہی محلات تھے ''راجہ بھوج'' شق القمر کے معجزہ سے متاثر ہوکر مسلمان ہوگئے۔سب دوسرے لوگ اُن کے مخالف ہوگئے تھے اورترکِ وطن کرکے دھار وار (گجرات) جانے پر مجبور ہوگئے اورباقی زندگی اُنہوں نے سلطنت کوخیر باد کہہ کر یادِ الٰہی میں وہیں گزار دی۔

معجزۂ شق القمر اورضابطۂ علم الحدیث: اصل موضوع یہ ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے چاند کو دوٹکڑے کردکھلایا۔اِس کے بعد راویوں کی روایات کے اطوار بدلنے سے حقیقت نہیں بگڑتی اس لئے کہ علم الحدیث کا قاعدہ ہے کہ راوی اپنی روایت اپنے مشاہدہ کے مطابق بیان کرتاہے جواصل حقیقت کے خلاف نہیں ہوتااسی لئے راویوں کے اختلاف کی تطبیق کاباب محدثین نے وضع فرمایا۔

صحابئ رسول ﷺبابا رتن: تاریخ میں ہے خطہٗ ہند میں چاند دوٹکڑے دیکھا گیا لیکن اُس وقت بھی اس خطہ میں اِس معجزہ کی تصدیق اُسے نصیب ہوئی جس کاازل سے ستارہ سفید تھا اُن میں ایک بابا رتن بھی تھے۔مؤرخین نے لکھا ہے بابا رتن بن ساہوگ ساکن تبرندی جونواحِ دہلی میں ایک مقام ہے،میں پیدا ہوئے۔آپ پہلے ہندوستانی ہیں جنھوں نے پیغمبرِ اسلام خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوکر دینِ اسلام قبول کیا جس کے لئے بعد میں حضرت محمد ﷺ نے طویل عمر کی دعا کی جو چھ سو بتیس سال تک دنیا میں زندہ رہے۔صاحبِ قاموس اوردیگر مؤرخینِ اسلام نے کتب وتواریخ میں اِس کا ذکر کیا ہے اورعلامہ ابن حجر عسقلانی نے جلد اوّل کتاب الاصابہ فی معرفتہ الصحابہ میں بابا رتن کے حالات زیادہ تفصیل سے لکھے ہیں جس سے معلوم ہوتاہے کہ بابا رتن نے چھ سو بتیس سال کی عمر میں انتقال کیا۔٦٧٥ھ میں محمود بن بابا رتن نے خود اپنے باپ کے تفصیلی حالات اوران کا ''معجزۂ شق القمر'' کامشاہدہ کرنا ہندوستان سے بلادِ عرب جانا او رمشرف بہ اسلام ہونا بیان کیا ہے۔فاضل ادیب صلاح الدین صفوی نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے اورعلامہ شمس

---

[67] (تهذيب تاريخ الطبرى، ثم دخلت سنة عشر، ص279، مكتبة جزيرة الورد)

الدین بن عبد الرحمن صائغ حنفی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے قاضی معین سے ۷۳۷ھ میں سنا کہ قاضی نورالدین بیان کرتے ہیں کہ میرے جدبزرگوار حسن بن محمد نے ذکر کیا کہ مجھ کو سترھواں برس تھا جب میں اپنے چچا اورباپ کے ساتھ بسلسلۂ تجارت خراسان سے ہندوستان گیا اور ایک مقام پر ٹھہرا جہاں ایک عمارت تھی دَفعتاً(اچانک) قافلہ میں شور وغل پیدا ہوا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ عمارت بابا رتن کی ہے وہاں ایک بہت بڑا درخت تھا جس کے سائے میں بکثرت لوگ آرام پاسکتے تھے جب ہم اُس درخت کے نیچے گئے تو دیکھا کہ بہت سے لوگ اُس درخت کے نیچے جمع ہیں ہم بھی اسی غول(بھیڑ) میں داخل ہوئے ہم کو دیکھ کرلوگوں نے جگہ دی جب ہم درخت کے نیچے بیٹھ گئے ایک بہت بڑی زَنْبِیل(تھیلی) درخت کی شاخوں میں لٹکی ہوئی دیکھی دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس زنبیل میں بابارتن ہیں جنہوں نے رسالت مآب ﷺ کی زیارت کی ہے۔حضور ﷺ نے اُن کے لئے چھ مرتبہ طویل عمرکی دعا کی۔یہ سن کر ہم نے اُن سے کہا کہ زنبیل کواُتاروتاکہ ہم اُس شخص کی زبان سے کچھ حالات سنیں۔

تب ایک مرد بزرگ نے اُس زنبیل کواُتارا زنبیل میں بہت سی روئی بھری ہوئی تھی جب اُس زنبیل کامنہ کھولا گیا توبابا رتن نمودار ہوئے جس طرح مرغ یاطائر کابچہ روئی کے پہل سے نکلتاہے پھرا ُس شخص نے بابا رتن کے چہرہ کوکھولا اوراُن کے کان سے اپنا منہ لگا کرکہا جدّبزرگوار یہ لوگ خراسان سے آئے ہیں اِن میں سے اکثر شرفاء اوراولادِ پیغمبر ہیں اِن کی خواہش ہے کہ آپ اِن سے مفصل بیان کریں کہ آپ نے کیونکر رسولِ خدا ﷺ کودیکھا اورحضور ﷺ نے آپ سے کیا فرمایا تھا۔یہ سن کر بابا رتن نے ٹھنڈی سانس بھری اوراس طرح زبانِ فارسی میں تکلم کیا جیسے شہد کی مکھی بھنبھناتی ہے۔

بابا رتن کا بیان: میں اپنے باپ کے ساتھ کچھ مالِ تجارت حجاز لے کر گیا اُس وقت میں جوان تھا جب مکہ کے قریب پہنچا بعض پہاڑوں کے دامن میں دیکھا کہ کثرتِ بارش سے پانی بہہ رہا ہے وہیں ایک صاحبزادہ کو دیکھا کہ جن کا چہرہ نہایت غمگیں تھا رنگ کسی قدر گندم گوں تھا اوردامن کوہ میں اُونٹوں کو چرارہاتھا۔

بارش کا پانی جوان کے اُونٹوں کے درمیان سے زور سے بہہ رہا تھا۔اِس سے صاحبزادہ کو خوف تھا کہ سیلاب سے نکل کر اُونٹوں تک کیسے پہنچوں۔یہ حال دیکھ کر مجھے ملول ہوا اور بغیر اِس خیال کے میں اُن صاحبزادہ کو جانتاپہچانتااپنی پیٹھ پر سوار کرکے اور سیلاب کوطے کرکے اُن کے اُونٹوں تک پہنچادیا جب میں اُونٹوں کے نزدیک پہنچ گیا تومیری طرف بنظرِ شفقت دیکھا اورتین مرتبہ فرمایا : بارک اللّٰہ فی عمرک: بارک اللّٰہ فی عمرک: بارک اللّٰہ فی عمرک میں وہیں ان صاحبزادہ کو چھوڑ کر چلا گیا اور مالِ تجارت فروخت کرکے اپنے وطن واپس آگیا۔

ظہور معجزۂ شق القمر: وطن آنے کے بعد اپنے کاروبار میں مگن ہوگیا اس پر کچھ زمانہ گزر گیا کہ حجاز کاخیال ہی نہ آیا۔ایک شب میں اپنے مکان کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا کہ چودھویں رات کا چاند آسمان پر چمک رہا تھا دَفعتاً(اچانک) کیا دیکھتا ہوں کہ چاند کے دوٹکڑے ہوگئے ہوگیا ایک ٹکڑا مشرق میں غروب ہوگیا اور ایک مغرب میں۔ایک ساعت تک تیرہ تاریک رہی رات اندھیری معلوم ہوتی تھی۔وہ ٹکڑا جو مشرق میں غروب ہو اتھا اوروہ ٹکڑا جو مغرب میں غروب ہواتھا

اورمغرب سے نکلا تھا دونوں آسمان پر آکر مل گئے چاند اپنی اصلی حالت میں ماہِ کامل بن گیا۔میں اُس واقعہ سے بڑا حیران تھا اورکوئی سبب اس کا عقل میں نہیں آتاتھا یہاں تک کہ قافلہ ملک ِعرب سے آیااُس نے بیا ن کیا کہ مکہ میں ایک شخص ہاشمی نے ظہور کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ میں تمام عالم کے واسطے خدا کی طرف سے پیغمبر مقرر ہوں اَہلِ مکہ نے اِس دعویٰ کی تصدیق میں مثل ِدیگر معجزاتِ انبیاء کے معجزہ طلب کیا کہ چاند کوحکم دیں کہ آسمان پر دوٹکڑے ہوجائے ایک مشرق میں غروب ہو دوسرا مغرب میں اور پھر دونوں اپنے اپنے مقام سے آکر آسمان پر ایک ہوجائیں جیسا کہا تھا اُس شخص نے بقدرتِ خدا ایسا کردکھا یا۔جب مجھ کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تومیں نہایت مشتاقِ زیارت ہوا کہ خود جاکر اُس شخص کی زیارت کروں چنانچہ میں نے سفر کا سامان دُرست کیا اور کچھ مالِ تجارت ہمرا ہ لے کر روانہ ہوااورمکہ میں پہنچ کر اُس شخص کاپتہ دریافت کیا لوگوں نے مکان اوردولت کدہ کا نشان بتایا۔میں دروازے پر پہنچا اوراجازت حاصل کرکے داخلِ حضور ی ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ شخص وسطِ خانہ میں بیٹھا ہوا ہے۔چہرہ نورانی چمک رہا ہے اورریش(داڑھی) مبارک سے نور کانُزول ہورہا ہے۔پہلے سفر میں میں نے جب دیکھا تھا اوراُس سفر میں جو میں نے دیکھا مطلق نہیں پہچانا کہ یہ وہی صاحبزادے ہیں جن کو میں نے اٹھا کرسیلاب سے باہر نکالا تھا۔جب میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا تو میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور مجھے پہچان لیا اور فرمایا :وعلیک السلا م ادن منی اُس وقت اُن کے پاس ایک طبق پُر ازرَطب (کھجوروں سے بھرا ایک تھال)رکھا تھااورایک جماعتِ اصحاب اُن کے گرد بیٹھی ہوئی تھی۔اورنہایت تعظیم کے ساتھ اُن کا احترام کررہی تھی۔یہ دیکھ کر میرے دل پرایسی ہیبت طاری ہوئی کہ میں آگے نہ بڑھ سکا۔میری یہ حالت دیکھ کر اُنہوں نے فرمایا ''میرے قریب آ۔پھر اُنہوں نے فرمایا کھانے میں مُوافَقت کرنا متقضیاتِ مروت ہے اور باہم نفاق کاپیدا کرنا ہے۔بے دینی وزَندَقہ(بے اعتقادی) ہے۔یہ سن کر میں آگے بڑھا اوراُن کے ساتھ بیٹھ گیا اوررَطب کھانے میں شریک ہوا وہ اپنے دستِ مبارک سے رَطب اٹھا اٹھا کر مجھے عنایت فرماتے تھے علاوہ اس کے جو میں نے اپنے ہاتھ سے چن چن کر کھائے چھ رطب اُنہوں نے عنایت فرمائے۔پھر میری طرف دیکھ کر بہ تبسم اشارہ فرمایا کہ تونے مجھے نہیں پہچانا میں نے عرض کیا کہ مجھے مُطّلَق(قطعی) یاد نہیں شاید کہ میں نہ ہوں۔ اُنہوں نے فرمایا کہ کیا تونے اپنی پیٹھ پر سوار کرکے مجھے سیل رواں(رواں سیلاب) سے پار نہیں اُتارا تھااور اُونٹوں کی چراگاہ تک نہیں پہنچایا تھا۔یہ سن کر میں نے پہچانا اورعرض کیا کہ اے جوانِ خوش رو بے شک صحیح ہے۔پھر ارشاد فرمایا داہنا ہاتھ بڑھا میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اُنہوں نے بھی اپنا ہاتھ بڑھایا اورمصافحہ کرکے ارشاد فرمایا: اشھدان لاالہ الااللّٰہ واشھدان محمد رسو ل اللّٰہ میں نے اس کو ادا کیا۔حضور ﷺبہت مسرور ہوئے جب میں رُخصت ہونے لگا توحضور ﷺنے تین مرتبہ فرمایا: بارک اللّٰہ فی عمرک میں آپ سے رخصت ہوا میرا دل بسببِ ملاقات اوربسببِ حصولِ شرفِ اسلام بہت مسرور تھا۔حضرت محمد ﷺکی دعا کوحق تعالیٰ نے مستجاب فرمایا اِس وقت میری عمر چھ سوبرس سے کچھ زیادہ ہے اس بستی میں جتنے لوگ آباد ہیں وہ میری اولاد اوراولاد کی اولاد ہیں۔[68]

[68] (الإصابة في تمييز الصحابة.ذكر من اسمه ربيعة.الراء بعدها التاء. 2766: رتن بن عبد اللّٰه:. 439/2. دار الكتب العلمية –بيروت. الطبعة: الأولى 1415 هـ)

اُن کے مزید حالات فقیر کی کتاب ''طویل العمر لوگ'' میں پڑھیئے۔

آخری گذارش: فقیر نے یہ رسالہ عوام قارئین کے علمی اضافہ کے علاوہ اس مقصد کے پیشِ نظر لکھا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے لئے مخالفین مانتے ہیں کہ آپ کو ہندوپاک کے بارے میں علم تھا تو پھر ا س میں کیوں ہچکچاتے ہیں کہ آپ عالمِ ماکان وما یکون ہیں۔

الحمد للّٰہ علیٰ ذلک وصلی اللّٰہ علیٰ حبیبہ الکریم ﷺ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ '

بہاول پور۔پاکستان

25ذوالحجہ 1422ھ